

## اسلامی نظریاتی کوسل اور قانون تحفظ نسوان

ڈاکٹر محمد خالد مسعود / پروفیسر خورشید احمد

پروفیسر خورشید احمد کے شذرے 'اسلامی نظریاتی کوسل کی غیر نظریاتی بیداری' (نومبر ۲۰۰۶ء) پر اسلامی نظریاتی کوسل کے چیزیں ڈاکٹر خالد مسعود صاحب نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ یہ اور مدیر ترجمان کا استدراک دونوں ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

محترم پروفیسر خورشید احمد صاحب کا ایک شذرہ 'اسلامی نظریاتی کوسل کی غیر نظریاتی بیداری' کے عنوان سے ترجمان القرآن اور بعض اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا ہے کہ "اس دستوری ادارے کو شاید اپنی تاریخ میں پہلی بار اپنے مقام و کردار اور احتجاق کا احساس ہوا"۔ پروفیسر صاحب نے ادارے کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے: "ہم خود اسلامی نظریاتی کوسل کو با اختیار دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے کردار کو زیادہ موثر بنانے کے حق میں ہیں"۔ محترم پروفیسر صاحب اسلامی نظریاتی کوسل کے پرانے کرم فرمادہ بھی خواہ ہیں۔ ان کے ارشادات کی ہم بے حد قدر کرتے ہیں، تاہم اس شذرے میں چند حقائق بیان کرنے میں پروفیسر صاحب سے کسی قدر فروگزاشت ہوئی ہے۔ اس لیے ہم بعد ادب چند معمروضات پیش کرنا چاہتے ہیں:

۱- پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ کوسل نے قوانین پر نظر ہانی کے لیے ایک جامع رپورٹ مرتب کرنا تھی جو آج تک مرتب نہیں ہوئی اور یوں کوسل نے اپنی آئینی ذمہ داری پوری نہیں کی

یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کوئسل نے یہ آئینی ذمہ داری مکمل کرتے ہوئے جامع رپورٹ مرتب کر کے دسمبر ۱۹۹۶ء میں شائع کر دی تھی۔ پروفیسر صاحب کی خواہش ہوتا وہ کوئسل کے دفتر سے طلب کر سکتے ہیں۔ ماضی میں کوئسل کی رپورٹیں صیغہ راز میں رکھی جاتی تھیں۔ موجودہ کوئسل کے فیصلے کے تحت اب یہ پیلک کے لیے دستیاب ہیں۔

یہ فائل رپورٹ ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رپورٹ میں ۱۸۳۶ء سے ۱۸۸۱ء تک کے تمام قوانین کا جائزہ پیش کر دیا گیا ہے۔ اس فائل اور جامع رپورٹ کے علاوہ کوئسل سالانہ اور خصوصی رپورٹیں بھی شائع کرتی رہی ہے جو کوئسل کی لاہبری میں موجود ہیں۔

۲۔ کوئسل اس بات پر مسروت واطمینان کا اظہار کرتی ہے کہ موجودہ حکومت نے مختلف قوانین پر ذرائع ابلاغ اور پارلیمنٹ میں بحث کا آغاز کیا ہے۔ اب تک پاکستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ عام طور پر آرڈی نسou کے ذریعے ہوتا رہا ہے اور اس مرتبہ ان قوانین پر ذرائع ابلاغ پر بے لگ گفتگو ہو رہی ہے اور امید ہے کہ اسلامی میں بھی اس پر سنجیدہ بحث ہوگی۔ اس سلسلے میں جواندیشی، تحفظات اور جھنچھلا ہیں سامنے آ رہی ہیں وہ فطری امر ہے، لیکن خوش آئند بات یہ ہے کہ قانون سازی عوام کے منتخب نمائندوں کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔

۳۔ پروفیسر صاحب کو شکایت ہے کہ ”اسلامی نظریاتی کوئسل کو ایک دستوری ادارہ ہوتے ہوئے بھی عملاً ایک عضو معطل ہی کا مقام دے دیا گیا“ اور یہ کہ ”کوئسل ۵۰ سے زیادہ رپورٹیں تیار کرچکی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک پر بھی پارلیمنٹ میں بحث نہیں ہوئی۔“ بقول ان کے ”حیرت کا مقام ہے کہ کوئسل یا اس کے ارکان کو اس بے تو قیری پر بھی احتجاج کی توفیق نہیں ہوئی۔“ ان رپورٹوں پر بحث پارلیمنٹ اور صوبائی اسلامیوں کی دستوری ذمہ داری ہے تاہم انھوں نے کوئسل کو مطعون کیا ہے کہ ”ہمیں علم نہیں کہ اس سلسلے میں کوئسل نے کبھی حکومت کو اپنی دستوری ذمہ داریاں ادا کرنے پر متوجہ کرنے کی زحمت فرمائی ہو۔“ پروفیسر صاحب سینیٹ کے اہم رکن ہیں، وہ بہتر جانتے ہیں کہ ان رپورٹوں پر کیوں بحث نہیں ہوئی۔ وہ اپنی کوتاہی کے لیے کوئسل کو ذمہ دار کیوں ثہیڑاتے ہیں۔ کوئسل کے نزدیک رپورٹ پیش کرنے پر کوئسل کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے۔ کوئسل کو ولایتِ فقیہ کا اختیار حاصل نہیں اور نہ ہی وہ کسی ایسے اختیار کی قابل ہے کیونکہ اس سے

پارلیمنٹ کا استحقاق مجموع ہوتا ہے۔

۳۔ پروفیسر صاحب نے یہ نکتہ بھی اٹھایا ہے کہ حبہ مل اور حدود آرڈی نس کے اصل مسودات اسلامی نظریاتی کوںل ہی نے تیار کیے تھے، انھیں غالباً اس بات پر اعتراض ہے کہ کوںل اپنے ہی تیار کردہ مسودات کی تائید کیوں نہیں کر رہی یا ان پر نظر ٹانی کی بات کیوں کرتی ہے۔ میں پروفیسر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ کوںل، زیر غور ہر سلسلے پر کوںل کے ماضی کے فیصلوں اور سفارشات کو منظر رکھتی ہے بلکہ موجودہ کوںل نے یہ طریقہ کار طے کیا ہے کہ کوںل کے ماضی کے فیصلوں کو بھی موجودہ کوںل کی توثیق کے بعد ہی نقل، شائع یا جاری کیا جائے گا۔

۴۔ پروفیسر صاحب کو حبہ مل کے بارے میں کوںل کی رائے پر بھی اعتراض ہے۔ کوںل کی رائے کے جس حصے کو انھوں نے 'دستوری بقراطیت' کا نام دیا ہے اس کی آئینی حیثیت پر پریم کورٹ کا فیصلہ آچکا ہے، اس لیے مجھے اس پر مزید [کچھ] کہنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ کوںل نے جن شرعی تحفظات کا اظہار کیا تھا وہ پروفیسر صاحب کی توجہ کے لائق ہیں اور یہ تحفظات اس ماحول کو پیش نظر رکھ کر کیے گئے تھے جس میں پاکستان میں اقامت دین کے نام پر دین میں سیاست کوٹ کوٹ کر بھروسی گئی ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ حبہ کا سیاسی استعمال شریعت اور دین کو متزازع بنادے گا۔ فرقہ واریت اور مذہبی جماعتوں کے حالیہ باہمی اختلافات سے اس اندیشے کو مزید تقویت ملی ہے۔

۶۔ 'تحفظ حقوق نسوان' کے مل پر پارلیمنٹ میں بحث کے آغاز سے پہلے ہی بعض حلقوں کی طرف سے حدود آرڈی نس کی مکمل تنفسی یا اس کو بینہ باقی رکھنے پر جس طرح اصرار کیا جا رہا ہے اور اس پر پارلیمنٹ میں غور و خوض اور ترمیم کا راستہ روکنے کے لیے جس طرح زور ڈالا جا رہا ہے اس پر افسوس ہوتا ہے کہ بعض لوگ جمہوریت اور پارلیمنٹ کی بات تو کرتے ہیں لیکن قانون سازی کے لیے غیر جمہوری اور غیر پارلیمانی طرزِ عمل پر مصروف ہیں۔ پروفیسر صاحب سے درخواست ہے کہ اس غیر جمہوری اور غیر پارلیمانی طرزِ فکر کی حوصلہ لٹکنی کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔

استدرآک از مدیر ترجمان القرآن

ترجمان القرآن (نومبر ۲۰۰۶ء) میں شائع شدہ شذرے پر اسلامی نظریاتی کوںل کے